پیغامات کربلا

مولانا سید محمد حسنین باقری، لکھنؤ

مقدمہ

شہید اعظم حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی تمام عالم بشریت کے لیے پیغامات رکھتی ہے۔ ضرورت ہے کہ زیادہ سے زیادہ اس قربانی پر غور کیا جائے اور اس سے سبق حاصل کیے جائیں، بالخصوص جب انسانیت پامال ہو رہی ہو، انسانی اقدار کو پائمال کیا جا رہا ہو، دنیا میں فتنے سر اٹھا رہے ہوں، اس وقت مزید ضرورت ہے کہ کربلا کو سامنے رکھ کر اس سے پیغامات حاصل کیے جائیں۔ اور کربلا تو ہر انسان کی ضرورت کا نام ہے بس شرط ہے کہ انسان کی انسانیت بیدار ہو جائے۔ جوشؔ ملیح آبادی نے کیا خوب کہا ہے:

کیا صرف مُسلمانوں کے پیارے ہیں حُسینؑ

چرخ نوعِ بَشَر کے تارے ہیں حُسینؑ

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو

ہر قوم پکارے گی، ہمارے ہیں حُسینؑ

رہبر انقلاب آیۃ اللہ خامنہ ای نے فرمایا: عزاداری سید الشہداؑ خدا سے تقرب حاصل کرنے کا سب سے افضل طریقہ ہے۔ اس لیے ہر عزادار حسینی کی ذمہ داری ہے کہ اس عمل سے اپنے کو حقیقی عزادار بنائے اور اس میں جو پیغامات پوشیدہ ہیں انھیں سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔

حالانکہ علامہ نجم آفندیؔ مرحوم کے بقول :

مفہومِ عزا جاننے والے کم ہیں

احسان کو گردانئے والے کم ہیں

شبیرؑ ترے چاہنے والے ہیں بہت

لیکن ترے پہچاننے والے کم ہیں

اس لیے اگر مفہوم عزاء کو سمجھ جائیں اور امام حسین علیہ السلام کی معرفت ہو جائے تو اس دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے اور حسینی عزادار واقعی معنی میں حسینی بن کر دنیا سے یزیدیت اور یزیدی مشن کو خاک میں ملادیں گے اور دنیا کو امن وامان کا گہوارہ بنا کر انسانی اقدار کو پامال ہونے سے بچالیں گے۔

امام حسین علیہ السلام کی قربانی اور کربلا کی تحریک میں پیغامات تو بہت زیادہ ہیں لیکن ذیل میں صرف ان میں سے بعض کو پیش کیا جارہا ہے:

(۱) معرفت خدا

خدا کی طرف سے بھیجے جانے والے تمام انبیاء واولیاء منجملہ نبی وآل نبی علیہم السلام کا اصل مشن پرچم توحید کو بلند کرنا، دنیا کو اس کے خالق سے آشنا کرانا، عبد و معبود کے رشتے کو پہچنوانا اور انسانوں کو اس سے کمتر کی بندگی سے نجات دلا کر صرف خالق یکتا وخدائے بزرگ و برتر کی بندگی میں لانا تھا۔ صادق آل محمدؐ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ''إِنَّ أَفْضَلَ الْفَرَائِضِ وَ أَوْجَبَهَا عَلَى الْإِنْسَانِ مَعْرِفَةُ الرَّبِّ وَ الْإِقْرَارُ لَهُ بِالْعُبُودِيَّةِ،'' (اِثبات الہداۃ بالنصوص والمعجزات، جلد ۲، صفحہ ۱۸۲) ''انسان پر سب سے ضروری اور سب سے اہم و برتر ذمہ داری، اپنے رب کا پہچاننا اور اس کی بندگی کا اقرار کرنا ہے''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: '' مَاذَا وَجَدَ مَنْ فَقَدَكَ وَ مَا الَّذِيْ فَقَدَ مَنْ وَجَدَكَ،'' (مفاتیح الجنان، شیخ عباس قمیؒ، دعائے عرفہ) خدایا! جس نے تجھے کھودیا اس نے کیا پایا اور جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا۔ اور اسی مشن کو کربلا میں عملی شکل میں پیش کیا۔ اپنے خطبات، خطوط اور اپنی دعاؤں میں توحید کا تذکرہ و عبد و معبود کا بیان، قدم قدم پر ذکر خدا، مختلف مواقع پر خدا کی جانب توجہ دلانا، میدان جنگ میں اقامۂ نماز، آخری لمحات میں سجدۂ خالق میں سر رکھنا اس بات کا پیغام تھا کہ یہ قربانی خدا کی راہ میں اس کے مشن کی حفاظت اور توحید کی لاج رکھنے کے لیے ہے۔ اتنی بڑی قربانی پیش کرکے دنیا کو بتا دیا کہ آؤ میرے ذریعہ اس

جہان کے خالق اور اپنے حقیقی معبود کو پہچانو کہ وہ کتنی عظمتوں کا حامل ہے۔ میری قربانی کے ذریعہ توحید کی اہمیت کا اندازہ کرو، میرے اقدام کے ذریعہ خدائی احکام اور الٰہی شریعت کے مرتبے کو سمجھو، خدا و دین خدا کو حسین ابن علیؑ کی نگاہ سے دیکھنے کی کوشش کرو۔ میں نبی اکرم ﷺ کا نواسہ، علیؑ کا نور نظر اور فاطمہؑ کا لخت جگر ہوں مگر اگر کربلا میں جام شہادت پی رہا ہوں تو میرے سامنے جو مقصد ہے وہ اتنا زیادہ اہمیت و عظمت کا حامل ہے کہ اس کے لیے میں ہر طرح کی قربانی کے لیے تیار ہوں حتی میں تو دشمن کی تین دن کی پیاس اور ششماہہ علی اصغرؑ کی قربانی بھی دے رہا ہوں تاکہ اگر میری شہادت کے بعد کربلا کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو، حسینؑ کا نام سنو، حسین ابن علیؑ کا تذکرہ کرو تو تمہاری نگاہوں میں حسینؑ کا مقصد اور مشن بھی ہو۔ تم اپنے خالق و معبود کو پہچان رہے ہو، تم ذکر حسینؑ و یاد حسینؑ کے ذریعہ خدا والے بن رہے ہو۔ عزائے حسینؑ تم کو خدا سے نزدیک کرنے کا ذریعہ ہو۔

قربانی کربلا کو نگاہوں میں رکھ کر خالق و معبود کو پہچان کر اس سے اتنا قریب ہو جاؤ کہ دنیا کی سختیاں، مشکلات، دشواریاں، پریشانیاں، آفتیں، مصیبتیں تم کو کسی بھی قدم پر مایوس نہ ہونے دیں۔ تم عزائے حسینؑ کے ذریعہ یہ جذبہ بھی حاصل کرو کہ چاہے پوری دنیا میں ظلم و ناانصافی سر اٹھا رہی ہو، کمزوروں کو دبایا جا رہا ہو، انسانیت کراہ رہی ہو، انسان کو کوئی راہ چارہ دکھائی نہ دے رہا ہو ایسے میں تم اپنے خالق سے لو لگاؤ، خدا پر بھروسہ کرو، ہو سکتا ہے تمہیں امتحانات، دشواریوں و سختیوں سے گزرنا پڑے لیکن تمہاری کامیابی یقینی ہو گی۔ حسین ابن علی جب سخت سے سخت امتحان سے گزر گئے تو کربلا والے ہو کر سختیاں و دشواریاں تو تمہارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتیں۔ جب امام حسینؑ اپنے بچوں و عورتوں کے ساتھ اُن مصائب و مشکلات کو شکست دے گئے تو تم بھی نام حسینؑ کے ذریعہ ہر سختی، ہر امتحان، ہر مصیبت سے گزر جاؤ اور شہید کربلا سے سبق لیکر کسی بھی موقع پر کسی بھی مرحلے میں اپنے پروردگار سے مایوس نہ ہو۔ ہر وقت اپنے معبود کو اپنی نگاہوں میں رکھو۔

(۲) ہر حال میں خدا پر بھروسہ اور عدم مایوسی

قرآن کا اعلان ہے: ”لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰه،“ (سورہ زمر، آیت ۳۹)، اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو۔ اور خدا سے مایوسی کو کفار کی پہچان قرار دیا ہے: ”وَلَا تَيْأَسُوا مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِن رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا

اَلْقَوْمُ الْكَافِرُونَ،" (سورہ یوسف، آیت ۸۷)، اور رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا کہ اس کی رحمت سے کافر قوم کے علاوہ کوئی مایوس نہیں ہوتا ہے۔

یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا کو پہچان کر ماننے والا زندگی کے کسی موڑ پر مایوس ہو جائے۔ حضرت مام حسین علیہ السلام کی بے نظیر قربانی اس بات کی گواہ ہے کہ خدا کا ماننے والا کبھی بھی مایوسی کا شکار نہیں ہوتا وہ ہر حال میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہے لہٰذا بڑے سے بڑا امتحان دینا اس کے لیے ممکن ہو جاتا ہے، جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ: "وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ،" (سورہ طلاق، آیت ۳)، اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے۔ جب خدا اس کے لیے کافی ہے تو کیا پھر بھی مایوسی ممکن ہو سکتی ہے؟ ہر گز نہیں۔ اور اس چیز کو امام حسین علیہ السلام نے اپنے بہتر ساتھیوں کے ساتھ کربلا میں ثابت کر دیا۔

(۳) علم و بصیرت

انسانیت کی پہچان علم و شعور ہے اس نعمت سے محروم انسان بظاہر تو انسان ہوتا ہے لیکن انسانی کمالات اس کے اندر نہیں آیا کرتے وہ خود اپنے فائدے و نقصان کو بھی پہچاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا جو بھی چاہتا ہے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کر لیتا ہے۔ علم و شعور تو اسلام کے آفاقی پیغام کی بنیاد ہے اسلام نے حق کی طرف دعوت دینے میں مجبور نہیں کیا بلکہ عقل و فکر و شعور کو بیدار کرنا چاہا ہے۔ جب تک انسان کے اندر عقل و فکر اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت نہ ہو وہ اسلام کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے اسلام زور دیتا ہے کہ علم حاصل کرو جہالت کی تاریکیوں سے باہر نکلو اور علم کی روشنی میں عقل کو بروئے کار لا کر حقائق کو درک کرو۔ جہالت صرف فرد کی موت نہیں ہے بلکہ سماج و معاشرہ کی موت کا سبب بن جاتی ہے لہٰذا ضروری ہے کہ کربلا کے اس پیغام کو سامنے رکھا جائے کہ عقل و فکر اور شعور و بصیرت نہ ہونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ فرزند رسولؐ کے قتل کے درپے ہوئے اور جہالت و بے بصیرتی کے نتیجے میں یزید جیسے فاسق و فاجر اور دشمن خدا اور رسولؐ کے ہاتھوں استعمال ہو گئے۔ لشکر یزید کی جہالت و لاعلمی اور عدم شعور و بے بصیرتی ہی کا نتیجہ تھا کہ بظاہر تو آل نبیؐ کا گھر اجڑ گیا، فرزند نبیؐ کو قتل کر دیا لیکن ان کے ہاتھ نہ دنیا آئی اور نہ آخرت "خَسِرَ الدُّنیا وَالآخِرَة" کا مکمل نمونہ بن کر سامنے آئے۔

کربلا آج بھی تمام انسانوں کو پیغام دیتی ہے کہ جب حسین ابن علی علیہما السلام نے اپنی عظیم قربانی زیارت اربعین کے اس جملہ "بَذَلَ مُهْجَتَهُ فِيكَ لِيَسْتَنْقِذَ عِبَادَكَ مِنَ الْجَهَالَةِ وَ حَيْرَةِ الضَّلَالَةِ" (التہذیب، شیخ طوسیؒ، ج۶، ص۱۱۳؛ بحار، ج۳۱، ص۹۸۳)؛ [خدایا! حسین ابن علیؑ نے تیری راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تاکہ تیرے بندوں کو جہالت اور گمراہی سے نجات دیں] کی روشنی میں بندگان خدا سے جہالت و گمراہی کو دور کرنے کے لیے دی۔ اور کربلا میں غازی عباسؑ جیسی ایک ذات کو رہتی دنیا تک بطور آئیڈیل و نمونہ پیش کیا جنھوں نے اپنے علم و شعور و بصیرت کی وجہ سے اپنے کو اس درجہ تک پہنچایا کہ آج کربلا ہی نہیں بلکہ تاریخ عصمت میں چہاردہ معصومین علیہم السلام کے بعد سرفہرست نظر آتے ہیں۔ جن کے لیے امام معصوم حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے گواہی دی: "كَانَ عَمُّنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَلِيٍّ نَافِذَ الْبَصِيرَةِ، صُلْبَ الْإِيمَانِ، جَاهَدَ مَعَ أَبِي عَبْدِاللهِ وَ أَبْلَى بَلاءً حَسَناً وَ مَضَى شَهِيداً." (عمدۃ الطالب، ص۳۵۶؛ تنقیح المقال، ج۲، ص۱۲۸) [میرے چچا عباس ابن علیؑ با بصیرت، دور اندیش، مضبوط ایمان کے حامل تھے، امام حسینؑ کی رکاب میں جہاد کیا، بہترین آزمایش کے مرحلے سے گزرے اور شہادت کے درجے پر فائز ہوئے]۔ تو تم بھی اپنے کو علم کی دولت سے مالامال کرو اپنی عقل و فکر کو بروئے کار لاؤ اپنے شعور و بصیرت کو پختہ کرو تاکہ اولاً تم خود اپنے کو پہچان سکو اور حق و باطل میں تمیز دے سکو، ساتھ ہی ساتھ دوسرے کو موقع نہ دو کہ تم کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کر سکے۔ کم از کم تمہارے اندر اتنی صلاحیت ہو کہ تم پہچان سکو سامنے والا تم کو کدھر لے جانا چاہتا ہے تم سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تمہارے ذریعہ اپنے کس مفاد کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ دنیاوی مفاد کے لئے تم کو دوزخ کا ایندھن بنا رہا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ انسانیت کا گلا گھوٹنے کے لئے تمہارا سہارا لے رہا ہے۔ کمزوروں کو دبانے، لوگوں پر ظلم کرنے کے لئے تم کو سپر بنایا ہے، کہیں ایسا تو نہیں کہ دشمن تم کو مقدسات کے بہانے اسلام کے خلاف لا کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ دین کے نام پر تم کو محافظ دین سے برسرپیکار کر رہا ہے۔!!

لہٰذا آؤ کربلا سے یہ پیغام لو کہ اپنے اور سماج کے درمیان سے جہالت و لاعلمی کی لعنت کو ختم کرو علم کی شمع روشن کرو، علمی میدانوں میں آگے بڑھو، علم کو اپنی پہچان بنالو اور علم و آگہی کی روشنی میں اپنی عقل و فکر اور شعور کو پختہ کرو تاکہ تم بھی محفوظ رہو اور تمہارا سماج بھی محفوظ رہے، آنے والے زمانے میں تمہاری اولاد عظمت و سربلندی کے ساتھ جی سکیں اور باطل طاقتیں اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکیں۔

(۴) عزت و سربلندی

انسانی کمالات میں سے ایک کمال عزت نفس ہے، عزت و سربلندی انسانیت کی پہچان ہے کربلا میں سید الشہداؑ کا ایک اہم پیغام تھا " هَيْهَاتَ مِنَّا الذِّلَّة " ہم ہرگز ہرگز ذلت کو گوارا نہیں کرسکتے۔ فرمایا: " موتٌ فی عزٍّ خیرٌ مِن حیاةٍ فی ذُلّ " (بحار، ج ۴۴، ص ۱۹۲) [ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے] ۔ اور شہید کربلاؑ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ اس راہ میں اگر موت بھی آجائے تو وہ سعادت و خوشبختی ہے اور ذلت و رسوائی کے سائے میں ظالمین کے ساتھ زندگی گزارنا نا قابل قبول ہے: " «اِنِّي لَا أرىٰ الْمَوتَ اِلّا سَعَادَةً وَالحياةَ مَعَ الظّالمِين الّا بَرماً» " (بحار، ج ۴۴، ص ۱۹۲)۔

کیا پاس تھا قولِ حق کا، اللہ اللہ

تنہا تھے، پر اعدا سے یہ فرماتے تھے شاہ

میں اور اطاعتِ یزید گمراہ

لا حولَ ولا قُوّةَ الّا باللہ

(مولانا الطاف حسین حالیؔ)

لہٰذا اگر تم انسان ہو، اپنے کو اشرف المخلوقات کہتے ہو تو اپنی عزت نفس کا پاس و لحاظ کرو۔ اپنی عزت کا سودا نہ کرو۔ خدا نے تم کو عزیز بنایا ہے للذا ہر قدم پر اس عزت کی حفاظت کرو۔ چاہے گلا کٹ جائے، بچے قربان ہو جائیں، بھرا گھر اجڑ جائے، خواتین اسیر و قیدی بنالی جائیں لیکن عزت نفس اور عزت انسانی پر آنچ نہ آنے دو۔ کسی ظالم کے آگے گھٹنے ٹیکنا ذلت کو گوارا کرنا ہے، فاسق و فاجر کی منشاء و خوشنودی کا خیال کرنا عزت نفس کا سودا کرنا ہے، باطل سے مرعوب ہو جانا اپنے کو نہ پہچاننا ہے، شرک و الحاد سے راضی رہنا ذلت کو گوارا کرنا ہے، دنیاوی مفاد کے لئے باطل کی خوشنودی حاصل کرنا اپنے کو ذلیل کرنا ہے، ظلم و ناانصافی، فسق و فجور، قتل و غارت گری، فتنہ و فساد، بے دینی و بے حیائی کو دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا عزت انسانی کا سودا کرنا ہے۔ چند روزہ زندگی کے لئے باطل آقاؤں کی جی حضوری کرنا عزت نفس کو پامال کرنا ہے، خدا کو چھوڑ کر باطل سے کسی

طرح کی امید وابستہ کرنا ذلت کے آگے سر جھکانا ہے، جھوٹی شہرت کے لئے دینی اصولوں کو پامال کر دینا عزت کا گلا گھونٹنا ہے، کسی مخلوق کے آگے ہاتھ پھیلانا عزت نفس کو پامال کرنا ہے۔

عزت نفس اور سر بلندی کے ساتھ زندگی گزارنے کا مطلب ہے کہ صرف خدا کی طاقت پر بھروسہ کرو، کسی باطل طاقت سے نہ ڈرو، کسی ظالم و جابر سے مرعوب نہ ہو، اپنی قلّت پر کسی طرح کا خوف نہ ہو، عزت نفس اور سر بلندی کے لئے ہو سکتا ہے سختیوں سے گزرنا پڑے، قربانی دینا پڑے ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار رہو۔ اور اگر جان و مال سے گزرنا پڑے تو اپنی عزت و سر بلندی کے لئے اپنی جان و مال سے گزر جاؤ، کربلا کا نمونہ سامنے ہے حسینؑ گلا کٹا کر آج بھی عزیز ہیں اور یزید ظلم کرکے بھی ذلیل و رسوا ہے۔ کربلا کا یہ درس انتہائی اہم ہے کہ کسی بھی قدم پر کسی بھی مرحلے میں اپنی عزت نفس کو فراموش نہ کرو، هَيهَاتَ مِنَّا الذِّلَّة کو عملی جامہ پہناؤ، باطل کے آگے کسی بھی حالت میں سر نہ جھکاؤ، سر بلندی کے ساتھ اپنی عزت و شرافت انسانی و ایمانی کی حفاظت کرو۔

(۵) حریت وآزادی

انسان کو اللہ نے آزاد پیدا کیا ہے حتیٰ کہ اسے مخلوق کی حاکمیت سے بھی آزاد رکھتے ہوئے نظام حکومت و حاکمیت اپنے ہاتھ میں رکھا ہے کہ حاکم بنانا اس کا کام ہے تاکہ انسانی عزت و وقار باقی رہے اور انسان کسی اپنے جیسے کا محکوم نہ بنے۔ اسی لیے اگر اس نے نبی و رسول اپنی جانب سے معین کیے تو آخری رسول کے بعد جانشین رسول و خلیفۂ رسول کو بھی اپنی ہی جانب سے معین کیا جس کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

امام حسینؑ کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ عزت انسانی کا تقاضہ حریت وآزادی ہے۔ یہ انسان کی انسانیت کے خلاف ہے کہ وہ غلامی والی زندگی گزارے اور باطل کا غلام رہے۔ یہ عظمت انسانی سے سازگاری نہیں رکھتا کہ انسان اپنے خالق حقیقی کے علاوہ کسی اور کی عبادت و پرستش کرے۔ شرافت انسانی کا تقاضا ہے کہ وہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑا نہ جائے۔ چاہے وہ جسمانی غلامی ہو یا فکری غلامی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: لَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللهُ حُرًّا (نہج البلاغہ)، کسی غیر کے غلام نہ بنو اللہ نے تو تم کو آزاد پیدا کیا ہے۔

لہٰذا امام حسینؑ نے قیام کرکے تمام آزاد پسند انسانوں کو پیغام دیا کہ اپنی انسانی عزت و شرافت کا خیال کرتے ہوئے اپنے کو غلامی سے آزاد رکھو۔ حریت و آزادی تو تمہارا سرمایہ ہے کسی باطل کی غلامی سے بہتر ہے جام شہادت نوش کرلینا: "مَوْتٌ فی عِزٍّ خیرٌ مِنْ حَیاۃٍ فی ذلّ۔ (بلاغۃ الحسین، ص ۱۴۱)، "ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے"۔ لَیْسَ المَوْتُ فی سبیلِ العِزِّ الاّ حیاۃٌ خالِدَۃٌ وَ لَیْسَتِ الحَیاۃُ مَعَ الذُّلِّ الاّ المَوت الَّذِیْ لَاحَیاۃَ مَعَہُ. (احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۰)، عزت کے لیے موت کو گلے لگانا تو حیات جاوید حاصل کرنا ہے اور ذلت کے ساتھ زندگی ایسی موت ہے جس کے ساتھ حیات کا تصور نہیں"۔ اگر اسی حریت و آزادی کے لئے سخت سے سخت امتحان سے بھی گزرنا پڑے تو گزر جاؤ تاکہ اپنی شناخت باقی رکھ سکو۔ اس لیے کہ: مَا اَھوَنَ الْمَوتُ عَلَی سَبِیلِ نَیلِ العِزِّ وَاِحیَاءِ الحقِّ. (امام حسینؑ۔ احقاق الحق، ج ۱۱، ص ۶۰) بقائے عزت اور احیائے حق کی راہ میں موت تو انتہائی آسان ہے۔

اگر کربلا کے حریت و آزادی کے پیغام کے اثرات کا مشاہدہ کرنا ہے تو دور حاضر میں ہمارے سامنے دو واضح اور بہت ہی روشن نمونے موجود ہیں ایک طرف ایران کا اسلامی انقلاب جہاں بقول بانی انقلاب " ماہرچہ داریم از محرم و صفر است" آج ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ عزاداری اور پیغام کربلا کا نتیجہ ہے اسی پیغام کربلا کو سامنے رکھ کر ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کے چنگل سے نجات حاصل کرنے کے لئے اسلامی انقلاب ایران کی شکل میں حریت و آزادی کا تحفہ پیش کیا ہے تو دوسری طرف وطن عزیز ہندوستان کی آزادی ہے جہاں بقول مہاتما گاندھی: ہم نے کربلا کو سامنے رکھ کر ہندوستان کو آزاد کرایا ہے۔ یعنی ہندوستان نے بھی اگر انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کی ہے تو یہ بھی کربلا سے درس لینے کا نتیجہ ہے۔ کربلا آج بھی ہر انسان کو آواز دے رہی ہے کہ کسی کے غلام نہ رہو۔ غلامی تمہاری انسانی شرافت کے خلاف ہے حتیٰ کہ تم کو کسی باطل کی فکری غلامی سے بھی اپنے کو نجات دلانا ہے، کلچر و ثقافت، راہ و روش، طور طریقہ بھی ایسا ہی اپناؤ جو خدائی اور خدا والوں کا ہو اگر اس کو چھوڑ کر کوئی اور کلچر اور طریقہ اختیار کرو تو یہ بھی غلامی ہے لہٰذا اس سے بچو۔

اور اگر آزادی والی زندگی چاہتے ہو، اگر عزت و شرافت والی زندگی چاہتے ہو، اگر غلامی والی زندگی سے بچنا چاہتے ہو تو کربلا کو سامنے رکھو۔ جہاں بہتر نے ہزاروں کے مقابلے گلے تو کٹا دیئے لیکن اپنے کو غلامی سے آزاد رکھا۔ اور دنیا میں پیغام حریت دیکر زندۂ جاوید بن گئے۔

(۶) اتحاد و یکجہتی

"انسان" کا ایک مطلب "انس رکھنے والا" بھی ہو سکتا ہے۔ اپنے جیسوں سے لگاؤ، آپس میں ایک دوسرے سے مانوس ہونا، ایک دوسرے کی فکر کرنا جس کا لازمہ ہے آپسی اختلافات سے دوری۔ انسانیت کا مطلب یہی ہوگا کہ آپس میں اتحاد و یکجہتی رکھنے والا۔ قرآن کریم " وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا " (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳) "اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو"، کہہ کر اتحاد کا پیغام دے رہا ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے " اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ " (فتح الباری، شرح بخاری، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم، ح ۲۳۱۰) کہہ کر تمام مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنے اور اختلافات سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

دنیا کے تمام مذاہب اختلاف و جھگڑے کو اچھا نہیں سمجھتے۔ کربلا میں حسین ابن علی علیہما السلام نے بھی امت کو اتحاد و یکجہتی کا پیغام دیا۔ یہ امت میں اتحاد و یکجہتی کا نہ ہونا ہی تھا کہ یزید جیسا فاسق و فاجر نواسۂ رسول ﷺ کے قتل کا درپے ہو گیا اور دوسری طرف ۷۲ افراد اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہزاروں کے مقابلے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے اسلام و انسانیت کی حفاظت کو یقینی بنا گئے اور یزید کو اس کے مشن میں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ کربلا میں یہ حسین ابن علی علیہما السلام کا ایک کارنامہ ہی تو تھا کہ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ ہجری سے پہلے تک مختلف نظریات، مختلف افکار، مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے افراد کو کربلا میں لا کر ایک بنا دیا، اب کربلا میں دیکھنے میں تو بہتر تھے لیکن سب کا مشن ایک، سب کا مقصد ایک، سب کا نظریہ ایک، بلکہ سب ایک تھے۔

عزاداریٔ امام حسین علیہ السلام کا بہت عظیم پیغام اتحاد و یکجہتی ہے، اور کربلا کی قربانی کی یاد منانے کا مقصد بھی امام حسین علیہ السلام کی اس سیرت اتحاد کو نگاہوں میں رکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہے۔ گویا عزاداری، مجالس، جلوس، فرش عزا، امام باڑے، انجمنیں؛ غرض امام حسینؑ سے متعلق تمام چیزیں آپسی اتحاد کا ذریعہ ہیں۔ اس سے ہٹ کر کہیں اور اختلاف و دوریاں ہو سکتی ہیں لیکن نام حسینؑ، فرش عزا پر، انجمن و جلوس عزاء میں ہرگز اختلاف و دوری نہیں ہو سکتی۔ عزاداری اس لیے بھی کرنا ہے کہ امام حسینؑ کے تمام ماننے والوں کے درمیان اتحاد و ہمدلی قائم رہے، فرش عزاء پر اس لیے بھی بیٹھنا ہے کہ یہاں بیٹھ کر نام حسینؑ پر دلوں سے کدورتیں و نفرتیں، کینہ و بغض کو نکال سکیں۔

حسین بن علیؑ کا پیغام یہ بھی تو ہو گا کہ میں نے کربلا میں علوی و غیر علوی، عیسائی و عثمانی، صغیر و کبیر، آقا و غلام؛ سب کو ایک مرکز پر جمع کر کے سب کو ایک بنا کر دنیا کے سامنے عملی سیرت پیش کر دی۔ یہاں دیکھنے میں تو ۷۲ ہیں لیکن سب ایک ہیں۔ یہاں کسی طرح کا اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا اگر کسی نام پر تمام لوگ اکٹھا ہو سکتے ہیں تو وہ نام حسینؑ ہے اور اگر کسی جگہ پر آ کر سارے اختلافات ختم کیے جا سکتے ہیں تو وہ کربلا ہے۔ اتحاد ہر دور کی ضرورت ہے۔ دشمن سب سے زیادہ اختلاف سے فائدہ اٹھاتا ہے، انسانیت کے دشمنوں کو ناکام کرنے کے لیے تمام انسانوں کے درمیان اتحاد ضروری ہے، اسلام دشمن طاقتوں کو مایوس کرنے کے لیے مسلمانوں میں اتحاد لازم ہے اور دشمنان اہل بیتؑ و دشمنان ولایت کو انکے مقاصد میں ناکام کرنے کے لیے مومنین کے درمیان اتحاد و اتفاق ضروری ہے۔ ہم نام حسینؑ پر، فرش عزاء پر، جلوس عزاء و انجمنوں میں متحد ہو کر، اپنے تمام اختلافات ختم کر کے ثابت کریں کہ ہم واقعی حسینی اور حقیقی عزادار ہیں اور ہم دشمنان عزاء و دشمنان اہل بیتؑ کو ان کے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ ہم آپس میں تمام اختلافات کو مٹا کر، اپنے دلوں سے کینہ و نفرت نکال کر، ہر حسینی و ہر علوی کو اپنا سمجھ کر دشمن عزاء کو بھی مایوس کریں گے، دشمن ولایت کو بھی اس کے مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

(۷) ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کرنا

فطرت انسانی والے دین اسلام کا پیغام ہے نہ ظلم کرو نہ ظلم سہو، دین اسلام کی اساس و بنیاد، عدل و انصاف پر ہے اس دین میں ظلم کا تصور ہی نہیں ہے قیام حسینؑ کا کربلا میں مقصد نیز منتقم خون حسینؑ امام مہدی (عج) کے قیام کا مقصد ظلم و ستم کا خاتمہ اور عدل و انصاف و امن و امان کا قیام ہے۔ خود امام حسینؑ نے اپنے بھائی محمد حنفیہؒ کے نام خط میں اپنے قیام کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”إِنِّي لَمْ أَخرُجْ أَشِراً و لا بَطِراً و لا مُفْسِداً و لا ظالِماً، إِنَّما خَرَجتُ لِطَلَبِ الإصلاحِ فِي أُمَّةِ جَدّی۔“ میں ہرگز شر و برائی یا ظلم و ستم اور فتنہ و فساد کے لیے نہیں نکلا ہوں بلکہ میں تو اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لیے قربانی دینے جا رہا ہوں“۔ امام مہدی (عج) کے لیے پیغمبر اکرم ﷺ و دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام سے متعدد و متفق علیہ حدیثوں میں یہ جملہ ملتا ہے: ” فَيَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً “۔ (سنن ابی داؤد، ج ۴، ص ۱۰۷؛ کنز العمال، ج ۱۴،

ص ۲۶۴؛ کمال الدین و تمام النعمۃ، ج۱، ص۲۸۰)۔ ”وہ اسی طرح زمین کو عدل و انصاف سے پُر کریں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔“

یعنی اسلام چاہتا ہی ہے کہ امن و امان اور عدل و انصاف قائم رہے ظلم و ستم کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ حسین ابن علی علیہما السلام نے اپنے قیام کے ذریعہ پیغام دیا کہ اگر ظلم آشکار ہو رہا ہو، ظالم، انسانیت کا خون چوس رہا ہو، لوگوں کے حقوق پامال ہو رہے ہوں، کمزوروں کو دبایا جا رہا ہو، انسانیت پامال ہو رہی ہو، وہ لوگ سامنے ہوں جو انسانیت کی خوبو بھی نہ رکھتے ہوں، کسی بھی انسان کی جان و مال، عزت و آبرو محفوظ نہ ہو تو ایسی صورت میں ہر حق پسند انسان کا فریضہ ہے کہ ظلم کے خلاف اقدام کرے، ایسے مواقع پر خاموش رہ جانا اور کوئی بھی اقدام نہ کرنا ظالم کے ظلم میں شرکت کے مترادف ہے۔ لہٰذا حسین ابن علی علیہ السلام نے قیام کربلا کے ذریعہ یہ پیغام بھی دیا کہ ظلم کے خاتمے کے لئے جو کر سکتے ہو کرو، ظلم پر خاموشی و سکوت اختیار کرکے ظالم کو سہارا نہ دو اس لئے کہ اگر ایک طرف ظلم کرنا برا ہے تو دوسری طرف ظلم ہوتے دیکھ کر کوئی اقدام نہ کرنا بھی برا ہے۔ امام حسینؑ نے فرمایا: اَیُّهَا النّاسُ اِنَّ رَسولَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَ آلِهِ قالَ مَن رَأی سُلطاناً جائِراً مُستَحِلاً لِحُرُماتِ اللهِ ناکِثاً لِعَهدِ اللهِ ... یَعمَلُ فی عِبادِ اللهِ بِالجَورِ وَ العُدوانِ فَلَمْ یُغَیِّرْ عَلَیهِ بِقَولٍ وَ لا فِعلٍ کانَ حَقّاً عَلَی اللهِ اَن یُدخِلَهُ مَدخَلَه۔ (وقعۃ الطف، ص ۱۷۲)

”اے لوگو! رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو بھی کسی ظالم حاکم کو دیکھے جو محرمات الٰہی کو پامال کر رہا ہو، عہد خدا کو توڑ رہا ہو۔۔۔ لوگوں کے ساتھ ظلم و جور سے پیش آ رہا ہو۔ اگر کوئی یہ سب دیکھ کر خاموش رہے اور اس کے خلاف قول و فعل سے مخالفت نہ کرے تو خدا پر حق ہے کہ اسے آتش دوزخ کے حوالے کرے۔“

چونکہ یزید ظالم تھا اپنے آباؤ اجداد کی روش پر چلتے ہوئے بلکہ ظلم و ناانصافی کے راستے میں ان سے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کمزوروں کو دبانا چاہتا تھا حق کو مٹانے کے درپے تھا، ظلم کی بنیادوں کو مضبوط کرکے انسانیت کو شرمسار کر رہا تھا، انسانوں کو علی الاعلان انسانی حقوق سے محروم کرنا چاہ رہا تھا۔ حتیٰ محترم رشتوں کے تقدس کو بھی تار تار کر رہا تھا ایسے میں امام حسینؑ نے اس کے خلاف قیام کرکے اسلامی مزاج کو پہنچنوا دیا: ” وَعَلَی الْإِسْلَامِ السَّلَامُ إِذْ قَدْ بُلِيتِ الْأُمَّةُ بِرَاعٍ مِثْلِ يَزِيدَ (لہوف، ص ۲۴؛ مقتل مقرم، ص ۱۴۳)؛ اگر یزید

جیسے ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حاکم اسلامی کے عنوان سے سامنے آئیں تو ایسے اسلام ہی کا فاتحہ پڑھ دینا چاہیے۔ یعنی نبیؐ کے لائے ہوئے دین اسلام میں یزید جیسوں کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔

لہٰذا تمہاری انسانیت کا تقاضہ ہے کہ نہ ظلم کرو نہ ظالم کو ظلم کرنے دو۔ جس حد تک ظلم کے خلاف آواز بلند کر سکتے ہو آواز بلند کرو۔ ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز اٹھا کر اپنی حد تک کوششیں کرکے اپنے انسان ہونے کا ثبوت دو۔ دنیا کو امن وامان کا گھوارہ بنانے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرو۔

بعض دیگر پیغامات:

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا کہ حسینی پیغامات بہت زیادہ ہیں جنمیں سے صرف بعض کو بیان کیا گیا۔ ورنہ کربلا اور قربانی امام حسینؑ کے بارے میں جو جتنا غور کرے اتنا ہی اس کے سامنے پیغامات حاصل ہوتے جائیں گے۔ اس لیے کہ :

شہید ظلم کلیجے ہلا دیئے تو نے

حسینؑ درد کے دریا بہا دیئے تو نے

ہر ایک ذرّۂ بے حس میں اِک تڑپ بھر دی

دماغ وضع کیے دل بنا دیئے تو نے

(علامہ نجم آفندی)

طوالت سے بچنے کے لیے ذیل میں صرف چند دیگر کربلائی پیغامات کو فہرست وار بیان کیا جارہا ہے:

(۸) ہر حال میں اپنے مشن کی حفاظت کرنا

(۹) یزید جیسے ظالم، انسان دشمن اور نااہل سے دنیا کو نجات دلانا

(۱۰) سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں کے خاتمے کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرنا

(۱۱) اپنے مشن کے لیے دشمن کی کثرت کے مقابلے اپنی قلّت کی پرواہ نہ کرنا

(۱۲) مرضی امام اصل ہے۔اس لیے کہ امام کی مرضی خدا کی مرضی ہوتی ہے

(۱۳) رشتوں کا تقدس و احترام

(۱۴) عظمت دین کا اعلان اور حفاظت دین کے لیے ہر ممکنہ اقدام

(۱۵) عفت و پاکدامنی کا خیال

خدا سے دعا ہے ہم سب کو کربلائی پیغامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے اور منتقم خون حسینؑ و آخری جانشین رسولؐ کو ظاہر فرما کر دنیا کو اسی طرح عدل و انصاف سے بھر دے جس طرح یہ ظلم و ناانصافی سے بھرتی جارہی ہے۔اور ہمارا شمار اس امام کے ساتھیوں اور ناصروں میں فرمائے۔